علمِ نجوم قرآنِ کریم کے حوالے سے

شاہد خلیل خان

ریسرچ اسکالر، شعبہ اُصول الدین

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، اسے علم دیا اور ہدایتِ انسانی کے لیے ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو (جن کی ذاتِ بابرکت پر بے حساب دُرود و سلام) جو کُل انسانیت کے لیے سلسلہ رشد و ہدایت کی انتہا ہیں۔

آج کے سائنسی دور میں ہم میں سے کچھ لوگوں کو یہ شک ہے کہ شاید دینِ اسلام سائنس کی کسوٹی پر پورا نہیں اُترتا، جب کہ بحیثیت اسلامیات کے طالب علم، ہم اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ دراصل کائنات کے تمام علوم کا محور و مرکز صرف اور صرف قرآن و سنت ہی ہے۔ قصور ہمارا ہی ہے کہ ہم نے معیار سائنس کو سمجھ رکھا ہے۔

کسی بھی مسئلے کے حل کے لیے ہم پر لازم ہے کہ قرآن و سنت کے احکامات معلوم کریں۔ جہاں واضح اشارہ یا حکم موجود ہو تو حکمِ الٰہی کی تکمیل میں سربسجود ہو جائیں نہ کہ اس سے انحراف کریں اور جاہلوں کی طرح اُلٹے سیدھے دلائل دینے کی حماقت کریں۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ علم نجوم کے بارے قرآن و سنت کا کیا اشارہ ہے۔

نفسِ مضمون

آج کی جدید دنیا میں مسلمانوں کی زبوں حالی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، حالانکہ نہ ہی تعداد کے اعتبار سے مسلمان کم ہیں اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں کی کوئی کمی ہے، لیکن علمی لحاظ سے کچھ ایسی رکاوٹیں ہیں کہ جن کا دُور کیا جانا اَز حد ضروری ہے۔ ہم پر فرض ہے کہ قرآنِ کریم میں دیے گئے اشارات کو سمجھیں اور اس کی مدد سے اپنی روزمرّہ زندگی میں درپیش مسائل کا حل تلاش کریں۔

سورۂ قمر کی آیتِ مبارکہ ۵۲-۵۳ میں واضح اشارہ ہے کہ:

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ٥ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ٥

ترجمہ: ''اور جو کچھ انہوں نے کیا (ان کے) اعمال ناموں میں (مندرج) ہے۔ (یعنی) ہر چھوٹا اور بڑا

کام لکھ دیا گیا ہے"

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

"ان سے پہلی اُمتوں نے جو کچھ اچھے بُرے کام کیے تھے وہ سب لکھے ہوئے تھے"

قرآنِ کریم کی اس آیت کا بیان ہے:

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ٥ (سورۂ قمر ۔ آیت : ۴۹)

ترجمہ:"ہم نے ہر چیز اندازۂ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے"

"یعنی انسانوں نے جو کچھ اپنے قصد اور اختیار سے کیا ہے وہ سب پہلے سے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے، ایک قول یہ ہے کہ کراماً کاتبین نے ان کے کاموں کو اعمال نامے میں لکھ کر محفوظ کیا ہوا ہے اور انسان کا ہر گناہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ اس کے کرنے سے پہلے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور یہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم سابق اور علم ازلی ہے اور اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کی خدمت میں نجران کا وفد آیا اور اس نے کہا عمل ہمارے قبضہ میں ہے اور اجل ہمارے قبضہ میں نہیں، تو سورۂ قمر کی درجہ بالا آیت نازل ہوئی۔"(۱)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

"تقدیر پر ایمان لانا فکر اور غم کو دُور کرتا ہے اور صحیح مسلم میں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے قسم کھا کر فرمایا: اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خیرات کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لے آئے، نیز حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا، منکرین تقدیر سے کہہ دو کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے پیدا کرنے سے پہلے اس کا علم تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اسی علم سابق کو تقدیر کہتے ہیں بلاتشبیہ وتمثیل جس طرح ایک انجینئر ڈیم بنانے سے پہلے اس کی تمام تفصیلات پر غور کرتا ہے اس میں استعمال ہونے والے مٹیریل اور اس کی صلاحیت کا جائزہ لیتا ہے اور ڈیم بنانے سے پہلے اس کا ایک تفصیلی نقشہ تیار کرتا ہے پھر اس کو بنانے سے پہلے اس کے مٹیریل کی استعداد اور اس کی کارکردگی کی عمر کا اندازہ لگا کر پیشن گوئی کر دیتا ہے کہ مثلاً، یہ ڈیم سو سال تک کارآمد رہ سکتا ہے لیکن انجینئر چونکہ انسان ہے اس کا علم ناقص ہے اس لیے اس کا اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ کا علم کامل اور صحیح ہے اس لیے اس کے اندازے میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو پیدا کیا اور اسے اس کائنات کی حقیقتوں کا پیدا کرنے سے پہلے علم تھا کہ بعد میں پیدا ہونے والی یہ تمام مخلوق کس نہج پر کام کرے گی، کتنا عرصہ کام کرے گی اور اس کے کیے ہوئے کاموں میں سے کتنے کام قابلِ ستائش ہوں گے اور کتنے لائق ملامت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اسی ازلی علم کا نام تقدیر ہے۔"(۲)

امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں:

قال ابو هريرةؓ قال لي النبيا جف القلم بما انت لاق.

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ا نے فرمایا، تمہارے ساتھ جو کچھ ہونے والا ہے اس کے متعلق قلم خشک ہو چکا ہے۔(۳)

علامہ نووی لکھتے ہیں:

''اہلِ حق کا مذہب یہ ہے کہ تقدیر ثابت ہے اور تقدیر کا معنی یہ ہے کہ ازل میں اللہ سبحانہ نے اشیاء کو مقدر کیا (ان کا اندازہ کیا) اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ جان لیا کہ یہ اشیاء ان اوقات میں اس طرح واقع ہوں گی جن کا اللہ سبحانہ کو علم ہے تو یہ اشیاء ان اوقات میں ان صفات کے مطابق واقع ہوتی ہیں جن کا اللہ سبحانہ کو ازل میں علم تھا، قدریہ (منکرین تقدیر) نے اس کا انکار کیا، ان کا یہ زعم تھا کہ اللہ سبحانہ نے ان اشیاء کو پہلے مقدر نہیں کیا، اور نہ پہلے اللہ تعالیٰ کو ان کا علم تھا، ان اشیاء کے واقع ہونے کا علم اللہ سبحانہ کو نہیں ہوتا ہے، اس فرقہ کو قدریہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ تقدیر کا انکار کرتا ہے''(۴)

> ''اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ انسان کن اُمور میں مجبور ہے، انسان اُمور سماویہ یا اُمور تکوینیہ میں مجبور ہے اور احکامِ شرعیہ میں مختار ہے، مثلاً موت اور حیات، صحت اور مرض، حوادث اور مصائب، رزق کی تنگی اور دیگر سماوی اور تکوینی اُمور میں انسان مجبور ہے اور ایمان اور کفر، نیک عمل اور بدعمل کرنے میں انسان مختار ہے اور انہی کے اعتبار سے انسان جزا اور سزا کا مستحق ہوتا ہے، ہم نے تقدیر کے ثبوت میں جو قرآنِ کریم سے آیات پیش کی تھیں ان کا تعلق آسمانی اور تکوینی اُمور سے تھا جن میں انسان مجبور ہے اور احکامِ شرعیہ میں انسان مختار ہے''(۵)

واقعہ نزولِ وحی

''آنحضرت ا پر پہلی نزولِ وحی کا واقعہ مشہور ہے کہ وحی اُترنے کے بعد آپ ا کی طبیعت خراب ہوئی اور حضرت خدیجہ الکبریٰؓ آپ ا کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر پہنچیں تو ورقہ بن نوفل نے آنحضور ا کو تسلی دی اور آپ ا کو نبی آخرالزماں ہونے کی بشارت دی اور یہ فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو آپ کا ساتھ دوں گا۔

ورقہ بن نوفل

ورقہ بن نوفل عرب کے ان چند نفوس میں سے تھے جو اپنی عقل سے بت پرستی کو ناپسند کرتے تھے اور دینِ حق کے جویا تھے۔ انہوں نے اور زید بن نفیل وغیرہ نے دینِ حق کی تلاش میں شام وغیرہ کا سفر کیا۔ بعض ایسے راہبوں سے جو غیر متبدل دین عیسوی پر تھے ورقہ بن نوفل کی ملاقات ہوئی، ان کے اثر سے اصل دین عیسوی کو قبول کر کے عیسائی ہو گئے۔

ان نصاریٰ کی طرح نہیں تھے جو منحرف دین عیسوی کے پابند تھے۔ یہ عربی، عبرانی اور سریانی، تینوں زبانوں کے ماہر تھے۔ انجیل کو عربی میں اور عبرانی میں بھی لکھا کرتے تھے۔ ان کا انتقال بعد بعثت ۴ نبوی میں اسلام کی شہرت عام اور جہاد کے فرض ہونے سے قبل ہی ہو گیا''(۶)

مندرجہ بالا حدیثِ مبارکہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ورقہ بن نوفل کے پاس یقیناً ایسا علم تھا کہ جس کے ذریعے آپ نے قبل از وقت، حضور اکرم ا کے نبی ہونے کی نشاندہی کی اور ورقہ بن نوفل کو یہ بھی معلوم تھا کہ ان کی اپنی زندگی اس وقت تک وفا نہ کر سکے گی کہ جب آنحضرت دینِ اسلام کی تبلیغ فرمائیں گے اور اس وقت آنحضور کو سچے جانثاروں کی ضرورت ہو گی۔

حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ورقہ بن نوفل کے پاس جو علم تھا وہ آئندہ آنے والے واقعات کے بارے میں آگہی دیتا تھا نیز یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جب آنحضرت ایسے علم سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں تو آپ ا کے اُمتی ہونے کے ناطے، ہم بھی عمل کریں تو یہ عین سنت کے مطابق ہو گا۔

علم نجوم بحوالہ قرآن

اس سلسلے میں بحثیت طالب علم کے ہم پر تحقیق واجب ہے۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کون سا علم ہے کہ جس کا واضح اشارہ یا ہدایت قرآنِ کریم میں موجود ہے۔ علم نجوم انسان کے لیے ضروری نہ ہوتا تو خالقِ کائنات، قرآنِ کریم میں اس علم کی اہمیت کی طرف توجہ نہ دلاتا۔ جس کا واضح اشارہ سورۂ یونس کی آیت ۵ تا ۶ میں کیا گیا ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ط مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ج یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ٥ اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ٥

ترجمہ: ''وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں۔ تاکہ تم برسوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو یہ (سب کچھ) اللہ تعالیٰ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے۔ سمجھنے والوں کے لیے وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ رات اور دن کے (ایک دوسرے کے پیچھے) آنے جانے میں اور جو چیزیں اللہ نے آسمان اور زمین میں پیدا کی ہیں (سب میں) ڈرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں''

کاموں کا حساب

آیتِ مبارکہ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ دِنوں کا شمار اور کاموں کا حساب معلوم کرو۔ ہم دِنوں کا شمار تو کرتے

ہیں یعنی چاند دیکھ کر روزہ شروع کرتے ہیں، عید الفطر اور عید الضحیٰ کا حساب معلوم کرتے ہیں۔قمری مہینوں کا پورا اسلامی کلینڈر موجود ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ کاموں کا حساب معلوم کرنے کی ہدایت پر ہم غور کرتے ہیں؟ عمل کرتے ہیں یا نہیں۔

کاموں کا حساب معلوم کرنے کے سلسلے میں سورۂ صٰفّٰت کی درج ذیل آیات کی روشنی میں واضح طور پر مکمل ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ٥ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِيمٌ ٥ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ٥(سورۂ صفّٰت ، آیت:۸۸ تا ۹۰)

ترجمہ:''تب انہوں نے ستاروں کی طرف ایک نظر کی۔اور کہا میں تو بیمار ہوں۔تب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹ گئے''

تفسیر:''حضرت ابراہیمؑ کے اصحاب آپ کو لے جانے کے لیے آئے تو آپ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے اور ستاروں پر نظر کی پھر کہا میں تو بیمار ہوں۔تب ان کے اصحاب واپس چلے گئے''

علم کی افادیت کا اندازہ درج ذیل آیتِ مبارکہ سے مزید واضح ہوتا ہے۔

وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ٥ (سورۂ قمر ، آیت:۳)

ترجمہ:''اور ہر کام کا وقت مقرر ہے''

مضمون کی مناسبت سے اس موقع پر انجیل مقدس کا حوالہ نہایت غور طلب ہے:

"To everything there is a season,

and a time to every purpose under the heaven;

A time to be born, and a time to die;

A time to plant, and a time to pluck up that which has been planted;

A time to kill, and a time to heal;

A time to break down, and a time to build up;

A time to weep, and a time to laugh;

A time to mourn, and a time to dance;

A time to cast away stones, and a time to gather stones together;

A time to embrace, and a time to refrain from embracing;

A time to get, and a time to lose;

A time to keep, and a time to cast away;

A time to rend, and a time to sew;

A time to keep silence, and a time to speak;

A time to love, a time to hate, a time of war, and a time of peasce."(7)

سورج اور چاند کی گردش

سورۂ یٰس میں فرمایا:

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ط ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ o وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ o لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ o وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ o (آیت: ۳۸ تا ۴۰)

ترجمہ: ''اور سورج اپنے مقرر راستے پر چلتا رہتا ہے۔ یہ (خدائے) غالب (اور) دانا کا (مقرر کیا ہوا) اندازہ ہے۔ اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ (گھٹتے گھٹتے) کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے۔ اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں''

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ o (سورۃ الانعام ، آیت: ۹۸)

ترجمہ: ''اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے ستارے بنائے تا کہ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں اُن سے راستے معلوم کرو۔ عقل والوں کے لیے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں''

بروج

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ o (سورۃ بروج ، آیت: ۱)

ترجمہ: ''آسمان کی قسم جس میں برج ہیں''

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا o وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا o (سورۃ الفرقان ، آیت: ۶۱، ۶۲)

ترجمہ: ''(خدا) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور اُن میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا۔ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے

آنے (جانے) والا بنایا (یہ باتیں) اُس شخص کے لیے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں)''

تعارفِ بروج

بروج سے مراد سورج اور چاند کا وہ راستہ ہے جو زمین سے مشاہدہ کرنے پر دائرے کی صورت میں نظر آتا ہے، کہ جس پر چاند اور سورج زمین کے گرد گھومتے نظر آتے ہیں۔ اس فرضی دائرے کو گھڑی کے ڈائل کی مانند بارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ انہی کو بروج کہتے ہیں۔ بروج دراصل برج کی جمع ہے۔ عربی زبان میں برج کے معنی ''محل'' کے ہیں۔ بارہ بروج کے الگ الگ نام اور الگ الگ مقامات ہیں نیز ان کی صفات بھی جدا جدا ہیں۔ سورج پورے سال یعنی بارہ ماہ میں آسمانی دائرے یا بروج کو طے کر لیتا ہے۔ اس حساب سے ہر ماہ ایک برج میں حرکت پذیر رہتا ہے۔ زمین سے مشاہدہ کرنے پر سورج اور دیگر کواکب دائرۃ البروج میں حرکت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

نظامِ شمسی

ہم جانتے ہیں کہ سورج کے گرد زمین گھومتی ہے۔ زمین کی طرح دیگر اجرامِ فلکی بھی سورج کے گرد مختلف فاصلوں پر چکر لگا رہے ہیں۔ گویا مرکز میں سورج ہے اور سورج کے اطراف مختلف فاصلوں پر دیگر کواکب اپنے اپنے دائروں میں حرکت پذیر ہیں۔ گویا یہ سورج کا خاندان ہے۔ اسی نظام کو نظامِ شمسی کہتے ہیں۔ نظامِ شمسی کے کواکب یعنی چاند، سورج، عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری اور زحل وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں چاند اور سورج کو ہم آسانی سے دیکھ سکتے ہیں، جب کہ بقیہ سیارے دُوربین کے ذریعے بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔ چاند، سورج اور دیگر بقیہ سیارے ہمہ وقت گردش پذیر رہتے ہیں اس طرح ان کے مقامات ہر لحہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں، جس کی بنا پر ان سیاروں سے آنے والی برقی شعائیں بھی تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

تعارفِ علم نجوم

سیاروں سے آنے والی برقی لہروں کے اثرات انسانی لاشعور اور پھر شعور کی سطح پر کس قسم کے اثرات مرتب کرتے ہیں جس کی بنا پر انسان کی فکر میں کس طرح کا ردّ و بدل پیدا ہوتا ہے، جذبات پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، فکری و مادّی زندگی کی ضروریات میں کس قسم کا اتار چڑھاؤ پیدا ہوتا ہے کہ جن کی بنا پر واقعات و حادثات جنم لیتے ہیں۔ خوشی و غمی، نفع و نقصان، صحت و بیماری وغیرہ پیدا ہونے کا سبب بنتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے جاننے کے علم کو علم نجوم (آسٹرولوجی) کہا جاتا ہے۔

علم نجوم، علم غیب نہیں دراصل علم نجوم ایک حسابی علم ہے جو انسان اور کائنات کے مابین تعلق کو جاننے کا علم ہے۔

''اگر انسان کا وقت پیدائش، تاریخ اور مقام معلوم ہو تو علمائے نجوم کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں کہ اُس وقت آسمان پر موجود سیاروں کے مابین بننے والے زاویوں کا حساب لگا کر ''سیاروں کے اثرات'' انسان کی مزاجی کیفیت اور اس کی زندگی کے نشیب و فراز کے بارے میں، ستارے کیا اشارہ کر رہے ہیں۔اس کی مکمل معلومات حاصل کی جاسکتی ہے'' (۸)

انتہائی حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ آج کے جدید دور میں ہم زلزلہ، سمندری طوفان، جسمانی بیماریوں، سفر و سیاحت، خرید و فروخت غرض زندگی کے ہر شعبہ میں قبل اَز وقت معلومات حاصل کرتے ہیں، لیکن جو علم ان تمام علوم کا احاطہ کرتا ہے اس سے غافل ہیں۔جس کا اندازہ ذیل میں درج روزمرّہ استعمال میں آنے والی مثال سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔مثلاً، حاملہ خواتین کو ڈاکٹر حضرات، بچے کی پیدائش کی اوسطاً تاریخ کئی ماہ قبل بتادیتے ہیں جس کا حساب وہ صرف قمری تاریخوں کے حوالے سے ہی لگاتے ہیں۔اگر وہ اس حساب میں کہیں غلطی کرجائیں تو ماں یا بچے کی جان کو خطرہ بھی لاحق ہوسکتا ہے۔یہ علم نجوم کی روزمرّہ استعمال میں آنے والی انتہائی ادنیٰ مثال ہے جس سے کہ دنیا کا ہر، گائینا کولوجسٹ ڈاکٹر واقف ہے۔

چاند کی اُترتی چڑھتی تاریخوں کی بنا پر روزانہ سمندر میں جوار بھاٹا (طغیانی) پیدا ہوتا ہے۔جس کے روزانہ اوقات تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔چنانچہ سمندر میں چلنے والی کشتیوں اور جہاز رانوں کی سہولت کے لیے باقاعدگی سے اس کی اطلاع دی جاتی ہے۔یہ بھی علم نجوم کی ایک مثال ہے۔

ستارے اور وقتِ پیدائش

مضمون کو سمجھنے کے لیے ایک مثال پر غور کرتے ہیں۔کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ جب آپ اپنے موبائل فون سے کسی دوسرے شخص کو اُس کے موبائل فون پر رابطہ کرتے ہیں تو یہ کس طرح ممکن ہوتا ہے۔دراصل جب ہم کوئی ایک مخصوص نمبر ڈائل کرتے ہیں تو برقی لہریں ہمارے موبائل فون سے نکل کر، خلاء میں معلق سیٹلائٹ تک پہنچتی ہیں۔سیٹلائٹ ان لہروں کو قوت کے ساتھ فضاء میں بکھیر دیتا ہے، پھر صرف وہ موبائل فون کہ جس کا نمبر ہوتا ہے، ان لہروں سے متاثر ہوکر بیدار ہوجاتا ہے۔لاکھوں لوگ اسی طرح بات کررہے ہوتے ہیں لیکن کوئی بھی ایک دوسرے پر اثر انداز نہیں ہوتا۔اور یہ اس لیے ہوتا ہے کیونکہ ہر موبائل فون کو ایک خاص نمبر دیا جاتا ہے (ایک خاص فریکوئنسی مختص کردی جاتی ہے)۔چنانچہ ایک موبائل فون صرف اپنی فریکوئنسی (نمبر) کو کیچ کرتا ہے۔

عین اسی طرح پیدائش کے وقت ستاروں کی برقی لہریں انسان کے دماغ و اعصابی برقی نظام میں پیوست ہوکر اس کو ایک مخصوص برقی لہر (نمبر) عطا کردیتی ہیں۔چنانچہ اس طرح آئندہ آنے والی زندگی میں جب بھی اس برقی لہر

(نمبر) کو چھیڑا جائے گا یا اس پر کسی قسم کا پیغام دیا جائے گا تو اَز خود انسان اس پر عمل کرے گا۔ اس طرح انسان اپنی آنے والی پوری زندگی کے لیے احکاماتِ الٰہی کا پابند ہو جاتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ سائنسی اعتبار سے یہ کیسے ممکن ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

انسانی دماغ اور نظامِ شمسی

ہم جانتے ہیں کہ زمین کے شمالی اور جنوبی قطبین کے درمیان مقناطیسی قوّت موجود ہے۔ ٹھیک اسی طرح نظامِ شمسی کے دیگر کواکب کا اپنا الگ الگ مقناطیسی نظام "Electro maganetic system" ہے۔ سورج کے گرد، مختلف فاصلوں پر گردش پذیر کواکب اپنے اپنے دائرے میں مختلف رفتاروں سے حرکت پذیر رہتے ہیں۔ ان سب کی ملی جلی مقناطیسی قوّت زمین پر بسنے والے مخلوق پر اثر انداز ہوتی ہے۔ چونکہ نظامِ شمسی کے کواکب مسلسل حرکت کرتے رہتے ہیں، لہٰذا ان کے مابین فاصلے بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ تبدیل ہوتے ہوئے فاصلوں کی بنا پر ان کی مقناطیسی قوتوں میں اُتار چڑھاؤ پیدا ہوتا رہتا ہے۔ یہ برقی لہریں زمین پر بسنے والی مخلوق بالخصوص انسان کے دماغ کو متاثر کرتی ہیں۔

تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ انسان کے جسم میں برقی نظام موجود ہے جس کی مدد سے 60 واٹ کا بلب اوسطاً ایک منٹ تک جل سکتا ہے۔ اگر انسان کا برقی نظام کسی دوسری طرح کے برقی نظام کے ذریعے متاثر ہو تو انسان کے برقی نظام میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں، جس کا اثر اس کے دماغ پر پڑتا ہے۔ ہمیں یہ بھی جاننا چاہیے کہ انسان دماغ میں مختلف قسم کے کیمیکل موجود ہیں۔ ستاروں سے آنے والی برقی لہریں دماغ کی کیمسٹری کو تبدیل کرنے کا سبب بنتی ہیں، جس سے اس کی فکر براہِ راست متاثر ہوتی ہے۔ گویا وہ جو کچھ سوچ رہا ہے وہ اس کے اپنی مرضی کے تابع نہیں ہے اور جو کچھ کر رہا ہے وہ بھی اس سے کوئی ماورائی قوت کروا رہی ہے۔ اسی سلسلے کی معلومات کے علم کو "علم نجوم" کہتے ہیں۔

علم نجوم کے ذریعے، انسان کی صلاحیتوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں نیز اس کی آئندہ آنے والی زندگی کے اتار چڑھاؤ کے بارے میں بھی حساب لگا سکتے ہیں۔ اس طرح یہ علم بتاتا ہے کہ انسان، پیدائش کے بعد، کس طرح پوری زندگی کے لیے احکاماتِ الٰہی کا پابند ہو جاتا ہے۔ بظاہر انسان تمام کام اَز خود انجام دے رہا ہوتا ہے لیکن در پردہ، ایک اَن دیکھی قوّت کے تابع ٹھیک وہی کام کر رہا ہوتا ہے جو، قدرتِ خداوندی اس کو پیغام دے رہی ہوتی ہے۔

اہمیت

علم نجوم انسان کی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس کی زندگی میں کب مشکلات آسکتی ہیں، ان کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ وہ واحد علم ہے جو بتاتا ہے کہ کسی انسان کو قدرت نے کن مخصوص صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ نیز یہ کہ اس کی زندگی میں کب وہ وقت آئے گا کہ اپنی بھرپور قوت کے ساتھ کامیابی کے حصول کی کوشش کرے اور غلط وقت پر بلاوجہ

اپنی توانائیاں ضائع نہ کرے اور یہ کہ کب زندگی میں مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا، نیز یہ کہ ہمیں ان سے کس وقت اور کس طرح نبرد آزما ہونا چاہیے تا کہ ہماری محنت اور کاوش ہمیں بہترین نتائج دے سکے۔

> ''علم نجوم کے ذریعے کسی بھی فرد کی شخصیت اور کیرکٹر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو کسی بھی دوسرے سائنٹفک طریقہ سے ممکن نہیں ہے۔''(۹)

تخلیقِ کائنات میں ہی تقدیر کا راز نہاں ہے

قرآنِ کریم میں ''کُنۡ فَیَکُوۡنُ'' کے الفاظ اِن معنوں میں درج ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا کہ ہوجا تو سب کچھ وجود میں آ گیا۔ اگر ہم گہرائی میں جا کر مطالعہ کریں تو گویا پوری کائنات کے چپے چپے اور ہر ایک سیکنڈ کی مکمل پروگرامنگ اسی لمحے وجود میں آ چکی ہے۔ ہمارا کام تو صرف اتنا ہے کہ اپنے حصے کی پروگرامنگ (تقدیر) جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لیے مختص کی ہے اس کو جان سکیں۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہوگی کہ ہم ایسا کر پائیں۔

ہم میں سے کچھ لوگ (جو اس علم سے استفادہ حاصل نہیں کرتے) خود کو بے بس سمجھتے ہیں کیونکہ مسلسل ناکامیاں انہیں ایسا سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اگر وہ اس علم سے مدد حاصل کرلیں تو ان کو پتہ چل جائے گا کہ مشکل تالے کو کھولنے کی چابی کیا ہے۔ یہ کچھ ایسا ہی ہو جائے گا کہ جیسے کسی کمزور طالب علم کو امتحانی سوالات کا پہلے سے ہی علم ہو جائے۔ چنانچہ وہ تقدیر کا غلام ہونے کے بجائے پاس ہونے کی تیاری میں لگ جائے گا۔ علم نجوم ہمیں ہمارے مسائل کے حل کے طریقے بتاتا ہے۔ یہ ہماری شخصیت کے بارے میں مادّی، ذہنی اور رُوحانی صلاحیتوں سے آگاہ کرتا ہے، ہماری کمزوریوں کو دُور کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ نہایت نفاست کے ساتھ خطرات سے محفوظ رکھتے ہوئے بہترین مواقع کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ ہماری عقلی بصیرت کو یقین کے ساتھ آگے بڑھاتا ہے۔ یہ ہماری اپنی مرضی پر منحصر ہے، قسمت دروازہ کھٹکھٹائے، ہم اُسے اندر آنے دیں یا باہر سے ہی دُھتکار دیں۔

تقدیر کا رونا رونے والا ایسا ہی ہے کہ جیسے سمندر کی لہروں کے تھپیڑوں کے ساتھ بہنے والی بے یار و مددگار کشتی کہ جس میں بہت سے مسافر سوار ہوں اور ان میں سے کوئی بھی کشتی چلانا نہ جانتا ہو، جو کسی بھی لمحے غرق ہوسکتی ہے، لیکن اگر اس میں بیٹھا ہوا ایک فرد بھی پتوار چلانا جانتا ہو تو بڑی آسانی سے لہروں کے اُتار چڑھاؤ کو ترتیب اور ہم آہنگی میں بدل دے گا اور کشتی کو خطرے سے نکال دے گا۔ ٹھیک اسی طرح اگر ہمیں زندگی کے نشیب وفراز کا قبل اَز وقت علم ہو جائے تو ہم ان کے درمیان کوئی تناسب قائم کرسکیں گے نیز اچھے اور بُرے معاملات کا حل، قبل اَز وقت ہی نکال سکیں گے۔ "Forewarned is to be Forearmed" طوفان سے قبل اس کا علم ہونا، بڑی تباہی سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی غلطیوں سے سیکھیں نہ کہ اُنہیں دُہرائیں۔ اس علم کی قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا

جاسکتا ہے کہ بولوگونا یونیورسٹی، جس نے بڑے نامور ماہرین علوم پیدا کیے۔ میں ۱۱۲۵ء سے علم نجوم کا شعبہ مسلسل تعلیم دے رہا ہے۔ جب کہ اس شعبہ کو بھی وہی درجہ حاصل ہے جو کہ کسی دوسرے مضمون کا ہو۔

علم کی افادیت کا اندازہ اس جملے سے مزید ہوگا جو کہ ٹائیکو براھے (ماہر علم نجوم وفلکیات برائے عدالت) کہتا ہے کہ: ''جو لوگ علم نجوم سے منکر ہیں وہ سچی گواہی کو (سچ کو) مٹاتے ہیں، جو کہ قدرت اُنہیں مہیا کرنا چاہتی ہے۔''(۱۰)

☆☆☆

حوالہ جات

(۱) کتاب الایمان، شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث، دارالعلوم نعیمیہ، فرید بک اسٹال، لاہور، مئی ۲۰۰۰ء، جلد: اوّل، ص:۲۸٦

(۲) کتاب الایمان، شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث، دارالعلوم نعیمیہ، فرید بک اسٹال، لاہور، مئی ۲۰۰۰ء، جلد: اوّل، ص:۲۸۷

(۳) کتاب الایمان، شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث، دارالعلوم نعیمیہ، فرید بک اسٹال، لاہور، مئی ۲۰۰۰ء، جلد: اوّل، ص:۲۹۲

(۴) کتاب الایمان، شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث، دارالعلوم نعیمیہ، فرید بک اسٹال، لاہور، مئی ۲۰۰۰ء، جلد: اوّل، ص:۲۸۵

(۵) کتاب الایمان، شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث، دارالعلوم نعیمیہ، فرید بک اسٹال، لاہور، مئی ۲۰۰۰ء، جلد: اوّل، ص:۲۹۰

(٦) نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری، محمد شریف الحق امجدی، برکاتی پبلشرز، کھارادر، کراچی، جلد: اوّل، ص:۱۹۰ تا ۱۹۷

(۷) (James T. Braha, "Ancient Hindu Astrology for the Modern Western Astrologer" Hermetician Press Florida, 1986, Page 37.

(۸) آثار النجوم، کاش البرنی، کراچی، اوراق پبلشر، س،ن،م، جلد: اوّل، ص:۱۳

(۹) آثار النجوم، کاش البرنی، کراچی، اوراق پبلشر، س،ن،م، جلد: دوم، ص:۵

(۱۰) دی نیو کمپلیٹ آسٹرولوجر جولیا، ڈرک پارکر، نیویارک، کریسنٹ بکس، ۱۹۹۰ء، جلد: پنجم، ص:۴۱